20

کمیونزم موجودہ زمانہ کے سب سے بڑے فتنوں میں سے ایک فتنہ ہے

(فرمودہ 29 جون 1945ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مَیں نے اس سال جلسہ سالانہ پر بعض کتابوں کے شائع کرنے کا اعلان کیا تھا۔ یعنی تفسیر کبیر کی ایک جلد بلکہ ہو سکے تو دو جلدیں۔ ستیارتھ پرکاش کا جواب اور ایک احادیث کا انتخاب۔ مجھے افسوس ہے کہ اِس سال کی پہلی ششماہی کے آخری حصہ میں ایک لمبی بیماری کی وجہ سے تفسیر کے کام میں بہت حد تک روک رہی ہے کیونکہ مئی اور جون کا اکثر حصہ میری بیماری میں گزرا ہے۔ لیکن آخری ایام میں بیماری کی تخفیف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جو مجھے توفیق دی اس کی امداد سے تفسیر کی پہلی جلد کا بہت سا کام خدا تعالیٰ کے فضل سے میں نے ختم کر لیا ہے۔ اور سَوا چار سو صفحے کا مضمون چھ سو صفحات کی جلد میں سے یا تو میں دے چکا ہوں یا میرے پاس تیار پڑا ہے۔ امید ہے کہ بقیہ حصہ بھی ہفتہ عشرہ تک تیار ہو کر مکمل ہو جائے گا۔ اور اگر پریس کی دقّت پیش نہ آئی تو جولائی کے مہینہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام تکمیل تک پہنچ جائے گا۔ دو سو ساٹھ صفحات تک مضمون پریس میں جا چکا ہے اور دو سو تک غالباً چھپ بھی چکے ہیں۔

ہمارے لئے اس زمانہ میں پریس کی بہت دقتیں ہیں بڑے شہروں میں تو بہت سے پریس ہوتے ہیں اگر ایک خراب ہو جائے تو دوسرے پریس میں کتاب چھپ سکتی ہے۔ دوسرا خراب ہو جائے تو تیسرے پریس میں کتاب چھپ سکتی ہے۔ لیکن ہمارے پاس سامان بہت کم ہیں۔ صرف ایک دو پریس ہیں اور وہ بھی اس قابل نہیں کہ سب کا سب تفسیر کا کام کر سکیں۔

جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہے آخری پارہ دو حصوں میں شائع ہو گا۔ کیونکہ مضمون کے متعلق اندازہ کیا گیا ہے کہ وہ غالباً ہزار صفحہ سے زیادہ ہو جائے گا۔ اس صورت میں اس کا ایک جلد میں شائع کرنا مناسب نہیں تھا۔ کیونکہ تفسیر کبیر کی پہلی جلد جو شائع ہو چکی ہے اور جو ایک ہزار صفحہ کی کتاب ہے۔ وہ بھی بہت بھاری سمجھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری دقّت ہمیں یہ پیش آئی کہ آجکل کاغذ نہیں ملتا۔ اس لئے موجودہ جلد کے لئے جو کاغذ مہیا کیا گیا ہے اور وہ پہلے کی نسبت زیادہ بھاری اور موٹا ہے۔ اس کی وجہ سے خطرہ تھا کہ یہ جلد ایسی بھاری ہو جائے گی کہ اس کا استعمال کرنا مشکل ہو جائے گا۔ چنانچہ مضمون کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ جِلد بندی ہو کر اگست میں یہ کتاب لوگوں تک پہنچ جائے گی یا نہیں۔ بہرحال یہ امید کی جاتی ہے اور ہدایتیں یہی ہیں کہ جولائی میں یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہو جائے۔ جو میرے کام کا حصہ ہے وہ اکثر ختم ہو چکا ہے باقی کام آٹھ دس دن میں انشاء اللہ ختم ہو جائے گا۔ اِس کے بعد میرا ارادہ ہے کہ اسکے دوسرے حصہ کی بھی جلد سے جلد تکمیل کر لی جائے تا کہ اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو حسبِ وعدہ دوسری جلد بھی جلسہ سالانہ سے قبل شائع ہو سکے۔ اِس وقت دوسری جلد کے مضمون کا بھی ایک حصہ تیار ہے اور ایک حصہ ابھی تیار ہونے والا ہے جس کو ہمارے زود نویس لکھ رہے ہیں۔ اور غالباً پندرہ بیس دن تک وہ اس کام سے فارغ ہو جائیں گے۔ اس حصہ کو بھی درست کر کے میں انشاء اللہ کاتبوں کو دے دوں گا تا کہ دوسری جلد کی کتابت بھی جلد سے جلد شروع ہو جائے۔ صرف ایک ربع کا مضمون ابھی باقی ہے جس کے متعلق میرا منشاء یہ ہے کہ اس دفعہ ڈلہوزی میں درس دے کر وہ مضمون بھی لکھوا دوں۔ ستیارتھ پرکاش کے جواب کا بھی بہت سا کام ہو چکا ہے اور اب مہینہ ڈیڑھ مہینہ میں اس پر نظرِ ثانی کر کے مضمون کو انشاء اللہ درست کیا جائے گا۔ صرف ایک باب باقی ہے جو

انشاء اللہ اگلے ایک دو ماہ کے اندر اندر لکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس دوران میں میرا ایک لیکچر جو اسلام کے اقتصادی نظام پر لاہور میں ہوا تھا اور جس میں اسلامی اقتصادیات کا سوویٹ اقتصادی نظام کے ساتھ مقابلہ کر کے اسلامی نظامِ اقتصاد کی فوقیت کو ثابت کیا گیا تھا اس پر نظر ثانی کر کے اور آخری حصہ جو لیکچر میں پورے طور پر بیان نہیں ہو سکا تھا اُس کی مزید تشریح کر کے تحریک جدید والوں کو پانچ چھ دن ہوئے میں اپنی طرف سے مکمل طور پر دے چکا ہوں اور امید ہے کہ جولائی کے مہینہ میں یہ کتاب بھی انشاء اللہ شائع ہو جائے گی۔

میں نے دوستوں کو بار بار توجہ دلائی ہے کہ کمیونزم اس زمانہ کے اہم ترین فتنوں میں سے ہے۔ یہ لوگ بظاہر تو کہتے ہیں کہ مذہب سے ہمارا کوئی ٹکراؤ نہیں لیکن ان کا تمام طور وطریق مذہب سے ٹکراؤ کا ہی ہے۔ درحقیقت اس اقتصادی نظام کے ماتحت جس کو سوویٹ سسٹم دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے اسلام کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں۔ اب چند دن ہوئے روس کے کسی مسلمان امام کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے کہ یہ خبر بالکل غلط ہے کہ اس ملک میں اسلام کو کسی قسم کا ضُعف پہنچا ہے۔ ہم تو ہر طرح خوش و خرم ہیں لیکن ہمیں مولویوں کے اِس قسم کے اعلانات کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں روزانہ اس قسم کے اعلان ہوتے رہتے ہیں۔

ہمارے ہندوستان کے بعض مولوی ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے اعلان کرتے رہتے ہیں کہ گاؤ کشی اسلام میں بھی حرام ہے اور درحقیقت اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی۔ تجارتی لوگوں کو خوش کرنے کے لئے مسلمانوں میں وہ علماء بھی ہیں جو سُود کی ایسی تعریف کرتے ہیں جس کے ماتحت بنکوں کا سُود سُود ہی نہیں رہتا بلکہ اس کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔ پھر ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ کوئی سیاسی مسئلہ جو لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف پھیر رہا ہوتا ہے اُس کے متعلق علماء کی ایک جماعت اعلان کر دیتی ہے کہ خالص اسلام یہی ہے۔ کبھی خالص اسلام انگریزوں کی تائید ہوتا ہے اور کبھی خالص اسلام ہندوستان سے ہجرت کرنا ہوتا ہے۔ کبھی خالص اسلام کانگرس کی مخالفت کرنا ہوتا ہے اور کبھی خالص اسلام گاندھی جی کی کامل اتباع ہوتا ہے۔ یہ خالص اسلام، اسلام نہیں بلکہ درحقیقت موم کی ناک ہے جسے مولوی اپنی مرضی

کے مطابق ہمیشہ موڑتے رہتے ہیں۔ کبھی وہ اسے دائیں طرف کر دیتے ہیں اور کبھی بائیں طرف۔ ایسا ہی وہ اعلان بھی ہے جو بالشویک (Bolshevik) نظام کے متعلق ایک مسلمان امام نے کیا۔ اگر مسلمان اس ملک میں پوری طرح آزادی رکھتے ہیں، اگر عیسائیت وہاں پوری آزادی کے ساتھ اپنے عقائد کو پھیلارہی اور لوگوں سے اپنے دین پر عمل کرا رہی ہے تو آخر وجہ کیا ہے کہ سوویٹ نظام غیر ممالک کے لوگوں کو اپنے ملک میں آنے کی اُسی طرح کھلی اجازت نہیں دیتا جس طرح ساری دنیا کے ممالک میں لوگوں کو آنے جانے کی اجازت ہے۔ آخر یہ چُھپانا اور لوگوں کو اپنے ملک میں داخلہ کی اجازت نہ دینا کس غرض کے لئے ہے۔ امریکہ میں ساری دنیا کے سیاح اور تاجر اور پیشہ ور جاتے ہیں مگر امریکہ کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ انگلستان میں ساری دنیا کے سیاح اور تاجر اور پیشہ ور جاتے ہیں مگر انگلستان کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ فرانس میں ساری دنیا کے سیاح اور تاجر اور پیشہ ور جاتے ہیں مگر فرانس کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ حتّٰی کہ ہٹلر کی جرمنی کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا تھا۔ مسولینی کی اٹلی کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا تھا اور وہاں سب لوگ آسانی سے آجاسکتے تھے۔ فرانکو کے سپین کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور وہاں سب لوگ آسانی سے آجاسکتے ہیں۔ ایشیائی حکومتیں جن کے متعلق مشہور ہے کہ وہ سختی سے کام لیتی ہیں وہ بھی اِس قسم کی رکاوٹیں حائل نہیں کرتیں اور نہ ان ممالک میں لوگوں کے آنے جانے میں کسی قسم کی دقتیں ہیں۔ ایران میں بھی لوگ جاتے ہیں، عراق میں بھی جاتے ہیں، شام میں بھی جاتے ہیں، مصر میں بھی جاتے ہیں۔ جاپانی لوگ نہایت قدامت پسند مشہور ہیں مگر جاپان میں بھی لوگوں کے آنے جانے میں کوئی روک نہیں تھی۔ چین ایک نہایت پیچھے رہا ہوا ملک ہے مگر اس میں بھی لوگوں کے آنے جانے میں کوئی روک نہیں۔ پس آخر وہ کیا چیز ہے جس کو چُھپانے کے لئے روس میں کثرت سے اور بِلا نگرانی لوگوں کو آنے جانے کی اجازت نہیں۔ یہاں تک کہ روس کی سیر کے لئے جو بیرونی ممالک کے نمائندے جاتے ہیں ان کے ساتھ بھی ہر وقت ایک روسی افسر رہتا ہے۔ بظاہر تو یہ غرض ہوتی ہے کہ ان کو روس دکھایا جائے لیکن باہر آکر وہ بتاتے ہیں کہ ان کی اصل غرض یہ تھی کہ ہمیں پوری طرح روس دیکھنے نہ دیں۔ صرف وہی حصہ دیکھنے دیں جس کے متعلق وہ چاہتے ہیں کہ ہم دیکھیں۔ وہ حصہ

ہمیں نہ دیکھنے دیں جس کے متعلق ہم چاہتے ہیں کہ دیکھیں۔

پس اس قسم کے اعلانات قطعاً کوئی حقیقت نہیں رکھتے ان تحریروں کے مقابلہ میں جو روس کے لیڈروں کی ہیں اور جن میں مذہب کی شدید مخالفت پائی جاتی ہے۔ بلکہ یہاں تک الفاظ پائے جاتے ہیں کہ مذہب کی موجودگی میں ہمارا طریق کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لینن لکھتا ہے ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ ہم مذہب کو کچل دیں اور اسے دنیا سے مٹا کر رکھ دیں۔ یہ کہنا کہ مذہب سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں لینن کہتا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہمارا واسطہ ہے اور ضرور ہے اور وہ واسطہ یہ ہے کہ ہم مذہب کو دنیا سے مٹا دیں۔ وہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ جب تک خدا کا خیال دنیا میں باقی ہے۔ جب تک دنیا اللہ تعالیٰ کے وجود کو تسلیم کرتی ہے اُس وقت تک ہمارے اصول دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اب بتاؤ جب کمیونزم کے بانی اپنی تحریرات میں یہ امر کھلے طور پر واضح کر چکے ہیں کہ دنیا سے مذہب کو مٹانا ان کا اولین فرض ہے تو ہم اس قسم کے مُلّانوں کے اعلانات کو کیا کریں۔ مُلّانے تو ہمارے ملک میں بھی موجود ہیں اور وہ جو چاہیں اعلان کر دیتے ہیں۔ اس تجربہ کے بعد کسی مولوی کی ایسی تحریر سے متأثر ہو جانا قابلِ تعجب بات ہے۔

غرض اسلام کے لئے بلکہ دنیا کے تمام مذاہب کے لئے کمیونزم کا اقتصادی نظام ایک خطرناک چیز ہے کیونکہ وہ مذہب کی جڑ پر تبر رکھتا ہے اور مذہب کی اشاعت اور اس کی تبلیغ کے راستہ میں روک بنتا ہے۔ پس ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ کمیونزم کے متعلق جو لٹریچر شائع ہو اُس کی دنیا میں اچھی طرح اشاعت کرے۔ مَیں نے تحریک جدید والوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ اس کتاب میں کسی نفع کا خیال نہ رکھیں بلکہ لاگت کے قریب قریب قیمت پر اس کو تقسیم کریں۔ چنانچہ اس لحاظ سے کہ کچھ کتابیں مفت بھی دینی پڑتی ہیں۔ جو جماعتیں کثرت سے یہ کتاب خریدیں ان کے لئے ایسی قیمت مقرر کی گئی ہے جو لاگت سے بھی کم ہے کیونکہ انہیں کثرت کے ساتھ لوگوں میں مفت کتابیں تقسیم کرنی پڑیں گی اور پھر کچھ کتابیں یوں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔ میں نے ان کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس کی پہلی اشاعت پانچ ہزار کریں۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعتیں ہر جگہ اس کتاب کو نہ صرف جماعت کے تمام افراد تک پہنچانے کی کوشش کریں گی بلکہ ہر جماعت یہ بھی کوشش کرے گی کہ اپنی جماعت کے افراد سے دُگنی بلکہ تگنی تعداد میں اس کتاب کی مفت اشاعت اپنے اپنے علاقہ میں کرے۔ گاؤں میں چونکہ کتابوں کی تقسیم زیادہ نہیں ہو سکتی اس لئے شہری جماعتوں کو اس طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیے اور انہیں شہری آبادی میں یہ کتاب زیادہ سے زیادہ تقسیم کرنی چاہیے۔ اگر بڑی بڑی جماعتیں اس کی طرف توجہ کریں جیسے امرتسر، لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، جہلم، فیروز پور، راولپنڈی، ملتان، منٹگمری، کراچی، پشاور ہیں۔ اسی طرح دہلی، لکھنؤ، حیدرآباد، سکندرآباد، بمبئی اور کلکتہ وغیرہ کی جماعتیں مل کر کوشش کریں تو وہ بہت آسانی سے پندرہ بیس ہزار کتابیں اپنے اپنے علاقہ میں شائع کر سکتی ہیں۔

بعض علاقوں میں چونکہ ہماری جماعتیں تھوڑی ہیں اس لئے دوسری جماعتوں کو چاہیے کہ وہاں اپنی طرف سے یہ کتاب بھجوا دیں کیونکہ کمیونزم کا وہاں بہت زور پایا جاتا ہے۔ مثلاً کانپور کا شہر اس بات کے لئے مشہور ہے کہ سارے ہندوستان میں وہاں کمیونسٹ پارٹی طاقت رکھنے والی ہے۔ مگر ہماری جماعت وہاں بہت محدود ہے۔ اس لئے ہر جماعت کو یہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ کتابیں خریدتے وقت اپنے نسخوں میں سے پچاس یا سو کاپیاں کانپور کی جماعت کو بھی مفت بھیج دے تاکہ کانپور کی جماعت کمیونسٹ لوگوں میں اس کتاب کو مفت تقسیم کر سکے۔

ہمارے سامنے کمیونزم کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو نہ صرف عقلی لحاظ سے اسلام کے لئے خطرناک ہے بلکہ مذہبی لحاظ سے بھی بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ گزشتہ انبیاء نے ہزاروں سال سے اس فتنہ کے متعلق خبر دی ہوئی ہے۔ مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق احادیث میں بھی آتا ہے اور پہلی کتب میں بھی کہ تمام گزشتہ انبیاء نے اِس زمانہ کے فتنوں کی خبر دی تھی۔ اور جب ہم فِتن کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں سب سے زیادہ اس فتنہ کی خبر معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ حزقیل نبی نے اپنی کتاب میں روس کے ایک فتنہ کے متعلق پیشگوئی کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ آخری زمانہ میں اس کے ذریعہ دین پر حملہ کیا جائے گا۔ گویا وہ فتنے جن کی تمام

انبیاء نے خبر دی ہے ان میں اگر نام لے کر کسی فتنہ کی خبر دی گئی ہے۔ تو وہ یہی فتنہ ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ فتنہ کتنا اہم ہے کہ اس نے آج سے ہزاروں سال پہلے اس کے متعلق خبر دے دی تھی تا کہ آخری زمانہ میں کمزور ایمان والے لوگ یہ نہ کہہ دیں کہ یہ خطرہ محض خیالی ہے۔ ہر نئی تبدیلی سے لوگ ڈر جاتے اور بغیر سوچے سمجھے اس کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔ چونکہ اس نظام کے ذریعہ تمدن میں ایک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اس لئے اس نئی تبدیلی سے ڈر کر سوویٹ نظام کی مخالفت کی جاتی ہے۔ ورنہ در حقیقت اس میں خطرہ کی کوئی بات نہیں۔

بے شک جہاں تک سیاسیات کا تعلق ہے ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ حکومت سے تعلق رکھنے والی چیز ہے اور حکومت سے تعلق رکھنے والی عملی سیاست خواہ روس کی ہو یا کسی اور ملک کی ہمارا اُس سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ لیکن جہاں تک سیاسیات کے فلسفہ کا سوال ہے ہمارا تعلق فلسفۂ سیاست سے ضرور ہے۔ کیونکہ فلسفہ ایسی چیز ہے جو ہر انسان سے تعلق رکھتا ہے۔ پس عملی سیاسیات سے بے شک ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔ اسے روس جانے، فرانس جانے، انگلستان جانے یا امریکہ جانے۔ لیکن جہاں تک اس کے ان مُضِر عقائد کا سوال ہے جن کا مذہب پر بُرا اثر پڑتا ہے تو ہر مذہب والا جس کے خلاف بات پڑتی ہے اُس کا فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کا مقابلہ کرے اور اِس زہر کا ازالہ کرنے کی پوری کوشش کرے۔ مگر کمیونسٹوں کی طرف سے چونکہ ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ ہم غرباء کی تائید اور ان کی مدد کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اس لئے عام طور پر خواہ مسلمان ہوں یا ہندو اِس عقیدہ کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ بلکہ ہندوستان میں بعض مولوی ایسے موجود ہیں جو عام طور پر کمیونزم کی تائید کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض مسلمان اخبارات کے ایڈیٹر ہیں جو اس کی تائید میں زور و شور سے مضامین لکھتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ان اقتصادیات کا ہمارے ملک سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ وہ اقتصادیات خالص روس کی ترقی کے لئے ہیں اور روس ہی ان سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ مگر بعض دفعہ ایک چیز ایسی خوشنما معلوم ہوتی ہے کہ انسان اسے لینے کی کوشش کرتا ہے خواہ وہ کتنی ہی مُضِر کیوں نہ ہو۔

مثنوی رومی والے لکھتے ہیں۔ ایک سپیرا تھا جسے ایک دفعہ نئی قسم کا سانپ مل گیا۔ اُس نے سمجھا کہ مجھے ایک عجیب چیز مل گئی ہے میں اس کا تماشہ دکھا دکھا کر لوگوں سے بہت روپے کمالوں گا۔ رات کو اُس نے وہ سانپ ایک گھڑے میں بند کیا اور خود کسی کام میں مشغول ہو گیا۔ چونکہ وہ نئی قسم کا سانپ تھا اس لئے تھوڑی دیر کے بعد اسے پھر شوق پیدا ہوا کہ میں اِس کو دیکھوں۔ جب اُس نے ڈھکنا اٹھایا تو سانپ اندر سے غائب تھا۔ معلوم ہوتا ہے کسی نے غلطی سے ڈھکنا کھول دیا۔ اور سانپ اندر سے نکل گیا۔ وہ سمجھتا رہا کہ میرا سانپ محفوظ ہے مگر جب اُس نے برتن کو کھولا تو اُس میں سانپ نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر اسے شدید صدمہ ہوا کہ مجھے ایک ہی چیز ملی تھی جس سے میں اپنے لئے بڑی آمدنی پیدا کر سکتا اور اپنے سپیرے بھائیوں پر فخر کر سکتا تھا مگر افسوس کہ وہ چیز گم ہو گئی۔ اِس کا اُسے ایسا صدمہ ہوا کہ وہ ساری رات دعائیں کرتا رہا کہ یا اللہ! یہ کیا ہو گیا ہے؟ مجھے ایسا عجیب سانپ ملا تھا اور وہ کہیں غائب ہو گیا ہے الٰہی! میرا سانپ مجھے مل جائے۔ الٰہی! میرا سانپ مجھے مل جائے۔ کچھ دیر دعا کرنے کے بعد وہ اٹھتا اور اِدھر اُدھر دیکھتا کہ مکان کے کسی گوشہ میں تو وہ نہیں بیٹھا۔ مگر جب سانپ دکھائی نہ دیتا تو پھر دعائیں شروع کر دیتا یہاں تک کہ ساری رات وہ دعاؤں میں مشغول رہا۔ آخر اُس کے دل میں مایوسی پیدا ہوئی کہ میں نے ساری رات دعا بھی کی اور سانپ بھی مجھے نہ ملا۔ جب صبح ہوئی تو ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ پر دستک دے کر کہا کہ فلاں گھر میں تمہیں بلاتے ہیں وہاں ایک موت واقع ہو گئی ہے۔ وہ اس کا ایک رشتہ دار سپیرا تھا۔ جب یہ وہاں گیا تو اس نے دیکھا کہ وہی سانپ جس کے لئے وہ ساری رات دعائیں کرتا رہا تھا انہوں نے مار کر رکھا ہوا ہے اور پاس ہی ایک لاش پڑی ہے۔ لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ سانپ رات کو اتفاقاً یہاں سے گزر رہا تھا کہ اس شخص نے پکڑ لیا سانپ نے اسے کاٹا اور یہ مر گیا کیونکہ یہ نئی قسم کا سانپ تھا جس کے زہر کا علاج ہمیں معلوم نہیں۔ وہ یہ دیکھتے ہی سجدہ میں گر گیا اور اس نے خدا تعالیٰ سے کہا یا اللہ! میں نے یونہی بدظنی کی تھی کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ اگر میری دعا قبول ہو جاتی اور یہ سانپ مجھے مل جاتا تو اس شخص کی بجائے آج میری لاش پڑی ہوتی۔ تو بعض دفعہ انسان ایک چیز کو اچھا اور خوشنما سمجھتا اور اسے لینے کی خواہش کرتا ہے مگر وہ ہوتی بری ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے

کہ کونسی چیز انسان کے لئے اچھی ہے اور کون سی بُری۔

وہ خدا جس نے آج سے اڑھائی ہزار سال پہلے حزقیل نبی کے ذریعہ اس فتنہ کی خبر دی تھی اُس خدا کا یہ فعل ظاہر کر رہا ہے کہ اس فتنہ کو معمولی سمجھنا یا اس کے خطرناک نتائج سے اپنی آنکھیں بند کر لینا نادانی اور حماقت ہے۔ آجکل کے لوگوں کے متعلق تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہیں کمیونزم سے حسد ہے، بُغض اور کینہ ہے جو ان کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ یا وہ پرانی لکیر کے فقیر ہیں یا ایسے جاہل ہیں کہ اقتصادیات کے فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر سوال یہ ہے کہ آج سے پچیس سَو سال پہلے حزقیل نبی کو کس نے اس فریب اور دغا میں شامل کر لیا تھا؟ آخر یہ کیا بات ہے کہ حزقیل نبی نے آج سے پچیس سو سال پہلے یہ خبر دی جو آج تک بائبل میں لکھی ہوئی موجود ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حزقیل نبی کو آجکل کے زمانہ کے لوگوں نے اس فریب میں شامل کر لیا تھا؟ کیا اینٹی کمیونزم پالیسی کو اختیار کرتے وقت ہٹلر نے حزقیل سے منصوبہ کیا تھا؟ یا کیا مسولینی نے کمیونزم کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھنے کے لئے حزقیل سے منصوبہ کر لیا تھا؟ یا کیا انگلستان کی کسی اینٹی کمیونزم پارٹی نے حزقیل سے منصوبہ کر لیا تھا؟ یا امریکہ کے رہنے والوں میں سے کسی شخص میں یہ طاقت تھی کہ وہ آج سے پچیس سو سال پہلے کے کسی نبی سے اپنی تائید میں کوئی خبر لکھوا سکتا؟ اور اگر کسی آدمی میں یہ طاقت ہو سکتی ہے کہ وہ پچیس سَو سال پہلے اپنے متعلق کوئی خبر لکھوا دے تو وہ آجکل کے لوگوں سے کیا ڈر سکتا ہے؟ جو شخص ایسا کر سکتا ہے اس کے متعلق یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو بھی ملیا میٹ کر سکتا ہے۔

پس یہ وہ فتنہ ہے جس کا حزقیل نبی کی پیشگوئی میں ذکر آتا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جو بہت بڑے فِتن پیدا ہونے والے ہیں ان کی سب نبیوں نے خبر دی ہے۔ گویا آپؐ نے بھی اس رنگ میں حزقیل نبی کی پیشگوئی کی تائید کر دی۔ یہ امر بتاتا ہے کہ جہاں تک عملی سیاست کا تعلق ہے گو ہمارا کسی حکومت سے کوئی لگاؤ نہیں۔ مگر جہاں تک اس فلسفۂ سیاست کا تعلق ہے خدا اس نظام کا دشمن ہے۔ اور آج سے ہزاروں سال پہلے خدا نے اپنے انبیاء کے ذریعہ اس فتنہ کی اسی لئے خبر دی

تا کہ مومنوں کا ایمان مضبوط رہے اور کمزور لوگ مذہب کے خلاف اِس تحریک کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو جائیں۔

پس ہماری جماعت کو اس فتنہ کے مقابلہ کے لئے پوری طرح تیار ہو جانا چاہیے۔ میں نے تحریک کی تھی کہ کالجوں کے پروفیسر اس طرف خصوصیت سے توجہ کریں اور وہ لڑکوں کے سامنے اس پر تقریریں کرتے رہیں۔ میں نے کہا تھا کہ ہمارے ماہرِ فن جو اقتصادیات یا مذہب میں مہارت رکھتے ہیں وہ کمیونزم کے ان اثرات پر روشنی ڈالیں جو اقتصاد اور مذہب پر پڑتے ہیں۔ اسی طرح میں نے کہا تھا کہ ہمارے مبلغ اپنے تبلیغ کے دائرہ کو کمیونسٹ پارٹی کی طرف وسیع کریں۔ غرض میں نے جماعت کو اِس فتنہ کی اہمیت بتاتے ہوئے انہیں نصیحت کی تھی کہ وہ اس فتنہ کو مٹانے کے لئے پوری طرح تیار ہو جائیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ میری اس نصیحت کا کسی قدر اثر بھی ہوا ہے خصوصاً کانپور جو کمیونزم کا گڑھ ہے وہاں ہماری جماعت کے بعض افراد نے کوشش کی۔ چنانچہ ایک آدمی جو کمیونزم کی طرف مائل تھا احمدی ہو گیا ہے اور مزید تبلیغ جاری ہے۔ اسی طرح اس موضوع پر قادیان میں بھی کچھ لیکچر ہوئے ہیں اور باہر سے بھی "الفضل" میں بعض مضامین شائع ہوئے ہیں۔ جن میں سے بعض مضمون اچھے تھے اور ان میں مفید معلومات لوگوں کے سامنے پیش کئے گئے تھے۔ مگر یہ کام اِس قسم کا نہیں کہ میں نے خطبہ پڑھا، لوگوں نے دو چار دن توجہ کی اور پھر خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ یہ کام تو ایسا ہے کہ اِس میں ہزاروں ہزار آدمی مشغول ہو جانے چاہئیں تب دنیا میں کچھ حرکت پیدا ہو سکتی ہے۔ جو تنظیم ان لوگوں میں پائی جاتی ہے وہ ایسی ہے کہ ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور ان کے لاکھوں مبلغ دنیا میں پائے جاتے ہیں۔

گزشتہ دنوں امریکہ کے ایک اخبار میں شائع ہوا تھا کہ ہندوستان میں کمیونسٹ خیالات کی اشاعت کے لئے بارہ ہزار مبلغ روس میں تیار کئے جا رہے ہیں۔ اس سے تم سمجھ لو کہ اگر بارہ ہزار مبلغ ایک وقت میں روس کے ایک مدرسہ میں تیار کئے جا رہے ہیں تو پندرہ بیس سال میں وہ مختلف ممالک میں اپنے کس قدر مبلغ پھیلا چکے ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں ان کے مبلغ چار پانچ لاکھ سے کم نہیں ہو سکتے۔ اب بتاؤ وہ کام جو دنیا میں چار پانچ لاکھ باقاعدہ مبلغ علاوہ

لاکھوں دوسرے آدمیوں کے کر رہا ہے اگر اس کا مقابلہ کرنے کے لئے پانچ دس آدمی پندرہ بیس دن کام کر کے خاموش ہو جائیں تو اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ پس ضرورت ہے کہ تقریر کے ذریعہ سے، تحریر کے ذریعہ سے، گفتگو کے ذریعہ سے، طلباء کے ذریعہ سے، وکلاء کے ذریعہ سے، ڈاکٹروں کے ذریعہ سے، مزدوروں کے ذریعہ سے، پیشہ وروں کے ذریعہ سے، صنّاعوں کے ذریعہ سے، سیاحوں کے ذریعہ سے، تاجروں کے ذریعہ سے اِس تحریک کے وہ تمام پہلو جو مذہب سے ٹکراؤ رکھتے ہیں بیان کئے جائیں اور لوگوں کو بتایا جائے کہ درحقیقت یہ اسلامی اقتصاد کی ایک بُری شکل ہے جو کمیونزم کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔ اسلام نے جو چاہا تھا کہ امیر اور غریب کے فرق کو مٹا کر دنیا میں مساوات قائم کی جائے غرباء کو آگے بڑھنے کے مواقع بہم پہنچائے جائیں دولت کو چند محدود ہاتھوں میں نہ رہنے دیا جائے اور امراء کو نسلاً بعد نسلٍ اپنی دولت پر قابض نہ رہنے دیا جائے اس نظام کی کمیونسٹ نظام نے ایک نقل اتاری ہے۔ مگر ایسے بھونڈے طریق پر کہ اِس نے انسانی آزادی کو کچل دیا ہے اور وہ بِلاوجہ مذہب کے خلاف کھڑا ہو گیا ہے۔ جب اس رنگ میں ہر مذہب اور ہر قوم اور ہر فرقہ اور ہر پیشہ اور ہر حرفہ والے کو ہم اپنے خیالات پہنچائیں گے اور متواتر اور مسلسل پہنچائیں گے تب اس کے نتیجہ میں انہیں کمیونزم سے نفرت ہو گی اور تبھی ہماری جدوجہد صحیح نتائج کی حامل ہو گی۔

یاد رکھو کہ جن فتنوں کے متعلق خدا اور اس کے رسول نے خبر دی ہے بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ ان سے بڑے فتنے پہلے کبھی نہیں ہوئے اور اِسی وجہ سے شروع سے لے کر اب تک تمام انبیاء ان کی خبر دیتے چلے آئے ہیں ان کے متعلق وہ جدوجہد جو ہماری جماعت اِس وقت کر رہی ہے کچھ بھی حقیقت اور وقعت نہیں رکھتی۔ معمولی معمولی لڑائیوں میں گاؤں کا گاؤں باہر نکل آتا ہے ایک چھوٹے سے کھیت کے کنارے پر جھگڑا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ایک مینڈ1 پر لڑائی شروع ہو جاتی ہے تو پچاس پچاس، سو سو آدمی ایک طرف سے اور پچاس پچاس، سو سو آدمی دوسری طرف سے مقابلہ کے لئے نکل آتے ہیں۔ حالانکہ اس جھگڑے کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہوتی۔ مگر یہ وہ فتنہ ہے جس کے متعلق تمام انبیاء خبر دیتے چلے آئے ہیں۔ آدمؑ

سے لے کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں آیا جس نے لوگوں کو اس فتنہ سے نہ ڈرایا۔ اتنے عظیم الشان فتنہ کے متعلق جس کی تمام انبیاء خبر دیتے چلے آئے ہیں اگر ہماری جدوجہد کو دیکھا جائے تو ہمیں کہنا پڑے گا کہ یا تو سارے انبیاء سے خدا نے مذاق کیا ہے اور یا یہ کہنا پڑے گا کہ انہوں نے ہم سے مذاق کیا ہے۔ فتنہ تو صرف اتنا تھا کہ ایک یا دو آدمیوں کی تقریروں سے یا ایک یا دو مضمون "الفضل" میں شائع کرا دینے سے دور ہو سکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آدم سے لے کر اب تک تمام انبیاء کے ذریعہ اس کی خبر دینی شروع کر دی۔ اور کہنا شروع کر دیا کہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے، بہت بڑا خطرہ ہے جو تمہارے سامنے آنے والا ہے۔ حالانکہ وہ خطرہ ایسا تھا جس کے لئے "الفضل" کے ایک یا دو مضمون کافی تھے، جس کے لئے ہمارے کالج کے کسی پروفیسر کے ایک یا دو لیکچر کافی تھے، اس کے لئے ہمارے کسی مبلغ کی ایک یا دو تقریریں بھی کافی تھیں۔ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے اسے اِس قدر اہمیت کیوں دی۔ اُس نے آدمؑ کے وقت سے کہنا شروع کر دیا کہ لوگو! ایک بہت بڑا فتنہ آنے والا ہے اس سے ڈر جاؤ اور ابھی سے اس کے متعلق دعائیں کرنا شروع کر دو۔ پس یا تو اللہ تعالیٰ نے مذاق کیا ہے نبیوں سے اور یا نبیوں نے مذاق کیا ہے ہم سے۔ اور اگر یہ باتیں ہماری عقل میں نہیں آ سکتیں اور نہیں آنی چاہئیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ نہ خدا نے اپنے نبیوں سے مذاق کیا اور نہ نبیوں نے ہم سے مذاق کیا۔ بلکہ ہم مذاق کر رہے ہیں اپنے ایمان سے، ہم مذاق کر رہے ہیں اپنی عقل سے اور ہم مذاق کر رہے ہیں اپنے مذہب سے۔ ان دو صورتوں کے علاوہ اَور کوئی صورت نہیں ہو سکتی کہ یا تو خدا اور اس کے رسول نے ہم سے مذاق کیا ہے اور یا ہم ان سے مذاق کر رہے ہیں۔ اگر وہ فتنہ اتنا اہم نہیں تھا جتنا انہوں نے بتایا اور ہماری موجودہ جدوجہد اس فتنہ کو مٹانے کے لئے کافی ہے تو پھر خدا نے ہم سے مذاق کیا ہے۔ اور اگر یہ فتنہ اُتنا ہی بڑا ہے جتنا خدا اور اس کے رسولوں نے ظاہر کیا تو ہم مذاق کر رہے ہیں خدا سے۔ ہم مذاق کر رہے ہیں خدا کے رسولوں سے۔ اور ہم مذاق کر رہے ہیں اپنے ایمان سے۔ پہلی بات تو ممکن نہیں مگر دوسری بات ممکن ہے۔ مگر جہاں یہ بات ممکن ہے وہاں ہمارے لئے سخت حسرت اور اندوہ کا مقام بھی ہے کہ جس بات کے لئے ہمیں قبل از وقت ہوشیار کر دیا گیا تھا اس کی خبر سن کر بھی

ہم ہوشیار نہ ہوئے اور غفلت میں اپنے قیمتی اوقات کو ضائع کرتے رہے۔

کمیونسٹوں کی طرف سے بار بار مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ آپ تو باہر کے لوگوں کو درست کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم قادیان میں ہی فتنہ پیدا کرنے کی تدابیر سوچ رہے ہیں۔ اور ہم نے اپنے ایجنٹ بھی وہاں بھیج دیئے ہیں تا کہ اندر ہی اندر آہستہ آہستہ فتنہ پیدا کریں۔ یہ بات تو الگ ہے کہ جماعت نے اُس فتنہ کی اہمیت کو ابھی تک نہیں سمجھا۔ یہ بات بھی الگ ہے کہ ہماری جماعت نے اس آواز پر لبیک نہیں کہا جو میں نے بلند کی تھی۔ **لیکن کمیونسٹ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب میں اپنی جماعت کو امداد کے لئے بلاتا ہوں تو میرا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اُن کی مدد کے بغیر کام نہیں ہو سکتا۔ میں صرف ان کو ثواب میں شریک کرنے کے لئے بلاتا ہوں۔ ورنہ جب خدا نے مجھے اِس کام کے لئے کھڑا کیا ہے تو اگر لاکھوں کی جماعت میں سے کوئی ایک شخص بھی میرا ساتھ نہیں دیتا تب بھی کمیونسٹ میرے مقابلہ میں جیت نہیں سکتے بلکہ ان کا ہی منہ کالا ہو گا۔ کیونکہ میری آواز میری نہیں بلکہ میری زبان سے خدا اپنی آواز دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ اور خدا کا مقابلہ کرنے کی ان کمیونسٹوں میں تو کیا ان کے سرداروں میں بھی طاقت نہیں ہے۔** میں اگر اپنی جماعت کو کسی نیکی کی طرف توجہ دلاتا ہوں تو میرا ان کو توجہ دلانا ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کسی ملک میں سونا برس رہا ہو تو وہ شخص جس کے رشتہ دار غفلت میں سوئے پڑے ہوں وہ اُن کو آواز دینے لگ جائے کہ آؤ اور اِس لُوٹ میں تم بھی شامل ہو جاؤ۔ وہ اگر بلاتا ہے تو اِس لئے نہیں کہ اُسے فائدہ پہنچے بلکہ اس لئے کہ ان غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو فائدہ پہنچ جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے حصہ نہ لینا انسان کی بہت بڑی محرومی ہوتی ہے۔

تفسیروں میں ایک روایت آتی ہے گو وہ کمزور روایت ہے اور تمثیلی زبان اس میں اختیار کی گئی ہے مگر بہر حال اس روایت میں سبق موجود ہے۔ گو اس وجہ سے کہ اس کی زبان تمثیلی ہے لوگوں نے غلطی سے اس واقعہ کو ظاہر پر محمول کر لیا ہے۔ بعض دفعہ ایک خواب ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دکھایا جاتا ہے مگر لوگ اسے ظاہری واقعہ سمجھ لیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ بھی ایک خواب تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بیان کیا مگر

لوگوں نے اسے ایک ظاہری واقعہ سمجھ لیا۔ یہ روایت یوں بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ایوبؑ ایک دفعہ نہا رہے تھے کہ اُن پر سونے کی مچھلیوں کی بارش شروع ہو گئی۔ حضرت ایوبؑ نے نہانا چھوڑ دیا اور جلدی جلدی اُن مچھلیوں کو چُننا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نظارہ دیکھا تو حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا اے ایوب! کیا تجھے میں نے اتنی دولت نہیں دی تھی جو تیرے لئے کافی ہوتی؟ اور کیا میں نے تیرے اہل و عیال میں برکت نہیں رکھ دی تھی؟ پھر تُو نے یہ کیا حرص کا کام کیا کہ نہانا چھوڑ کر مچھلیاں چننے میں مشغول ہو گیا؟ حضرت ایوب علیہ السلام نے جواب دیا۔ اے میرے اللہ! وہ دولت جو تُو نے مجھے دی ہے میرے لئے کافی ہے مگر تیرا فضل تو کسی کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ میں سونے کی مچھلیاں نہیں چُن رہا تھا بلکہ میں تیرے فضل کو چُن رہا تھا کیونکہ تیرے فضل سے کوئی انسان مستغنی نہیں ہو سکتا۔

پس ایک مومن خواہ کتنا کام کرے وہ ثواب کے نئے سے نئے مواقع تلاش کرتا رہتا ہے۔ اور مومنوں کے استاد اور راہبر کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ان سب کو ثواب میں حصہ لینے کے لئے بلائے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ وہ سمجھتا ہے کہ ان کی مدد کے بغیر کام نہیں ہو سکتا۔ خدا کے کام بہر حال ہو کر رہتے ہیں خواہ بنی نوع انسان ان کی طرف توجہ کریں یا نہ کریں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ [2]۔ مگر اس کے باوجود موسیٰؑ جیت ہی گئے۔ یہ نہیں ہوا کہ موسیٰؑ ہار گئے ہوں اور دشمن کامیاب ہو گیا ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم صرف تجھے مخاطب کرتے ہیں، تیرا فرض ہے کہ تُو دشمن سے لڑے۔ مسلمان اگر تیرے ساتھ شامل ہونا چاہیں تو ہو جائیں ورنہ اصل ذمہ داری صرف تجھ پر ہے۔ اور تجھ اکیلے کو ہمارا حکم ہے کہ تُو اس کام کو سر انجام دے۔ چنانچہ کون کہہ سکتا ہے کہ صحابہؓ اگر آپؐ کے ساتھ نہ جاتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مارے جاتے۔ اگر ایک صحابی بھی آپؐ کے ساتھ نہ جاتا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ والوں کو مار کر ہی آتے ان سے شکست کھا کر واپس نہ آتے۔

پس خدا کے کام ہو کر رہیں گے دشمن ناکام ہو گا اور اس فتنہ کے پیدا کرنے میں اسے

ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بے شک جماعت میں کچھ لوگ منافق ہوتے ہیں جن کی وجہ سے پہلے بھی ایسے فتنے پیدا ہوتے رہے ہیں مگر نہ پہلے کوئی فتنہ کامیاب ہوا اور نہ یہ فتنہ کامیاب ہو گا۔ خدا کی مشیّت بہر حال پوری ہو کر رہے گی اور اِس قسم کے لوگ ہمیشہ ناکام و نامراد رہیں گے۔ لیکن میرا یہ فرض ہے اور ہمیشہ رہے گا کہ میں جماعت کے لوگوں کو بار بار توجہ دلاتا رہوں کہ وہ زیادہ سے زیادہ ثواب کے کاموں میں حصہ لینے کی کوشش کریں، زیادہ سے زیادہ الٰہی تحریک کو پھیلانے کی کوشش کریں اور زیادہ سے زیادہ شیطانی تحریک کو کچلنے کی کوشش کریں۔"

(الفضل مورخہ 5 جولائی 1945ء)

1: میِنڈ: کھیت کی منڈیر، باڑ، پشتہ، حد، گھاٹ

2: المائدۃ:25